۱۸ ذوالحجہ، ۱۴۴۴ھ / 6 جولائی، 2023ء

توہینِ قرآنِ مجید

کے ردِّ عمل میں کیا کرنا چاہیے؟

(یومِ شہادتِ جامع القرآن رضی اللہ عنہ کے موقع پر... سویڈن میں توہینِ قرآن کے تناظر میں)

مجلسِ علماء نظامیہ پاکستان

مرکزی دفتر

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ ؕ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ ہُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ۔ [الصف 61:8،9]

مخالفین جب دلائل سے کسی بات کا ردّ نہ کر سکیں اور اُصولوں پر عمل کرتے ہوئے کسی چیز کا راستہ نہ روک سکیں تو ضد بازی میں بد تمیزی و جاہلانہ حرکتوں پر اُتر آتے ہیں اور حدّ سے تجاوُز کرتے ہیں، اِسی کا نام "انتہا پسندی" ہے۔

یہ بات واضح ہے کہ دشمنانِ اسلام کبھی بھی دلائل سے اسلام کی تردید نہیں کر سکتے اور نہ ہی عقل و شعور کے اُصولوں میں رہتے ہوئے اسلام کا راستہ روک سکتے ہیں، چنانچہ ہر دَور کے مخالفینِ اسلام نے ضد بازی میں جاہلانہ حرکتیں کیں اور حُدود سے تجاوُز کرتے ہوئے "انتہا پسندی" کا مظاہرہ کیا، آج بھی ایسا ہو رہا ہے۔ ہمارے دَور کی اصطلاح میں اِن سازشوں کے لیے "اسلاموفوبیا(Islamophobia)" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، یعنی لوگوں کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کا خوف و نفرت ڈال کر اُنھیں اسلام سے دُور رکھنے کی کوشش کرنا۔

"انتہا پسندی" اور "اسلاموفوبیا" کے تسلسل میں گزشتہ دنوں شمالی یورپ کے چھوٹے سے ملک "سویڈن" میں قرآنِ مجید کے ایک نسخے کو نذرِ آتش کیا گیا، جس پر دُنیا بھر کے مسلمان اضطراب میں ہیں اور سویڈش حکومت کی مجرمانہ غفلت کی مذمت کرتے ہوئے بجا طور پر یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ سویڈش حکومت "آزادیٔ اِظہار" کا ڈھونگ رچانے کے بجائے توہینِ قرآنِ مجید کے مجرموں کو فوری طور پر سخت سزا دے۔

سازشوں کے ذریعے نہ تو ماضی میں اسلام کا راستہ روکا جا سکا ہے اور نہ ہی آئندہ روکا جا سکتا ہے۔ کسی شاعر نے خوب کہا:

نورِ خُدا ہے کفر کی حرکت پہ خَندَہ زَن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

مگر سب جانتے ہیں کہ دشمن کسی بھی کارروائی سے پہلے "ردِّ عمل"(Reaction) کا جائزہ لیتا ہے، وہ پہلے یہ جانچتا ہے کہ میری کارروائی کے بعد جوابی عمل کیا ہو گا، اگر وہ سمجھے کہ ردِّ عمل معمولی ہو گا تو اپنی حرکت کر گزرتا ہے، لیکن اگر ردِّ عمل ناقابلِ برداشت ہونے کی توقّع ہو تو اپنی کارگزاری سے باز آ جاتا ہے۔

یہ بات لمحۂ فکریہ ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے توہینِ قرآن و صاحبِ قرآن کا ردِّ عمل کیا ہوتا ہے اور کیا ہونا چاہیے! حالیہ توہین کے ردّ عمل میں مذمت کی جا رہی ہے، مگر واضح بات ہے کہ فقط مذمت کافی نہیں، اِس کے ساتھ ساتھ کچھ عملی اقدامات کی بھی ضرورت ہے، جس کی طرف تمام مسلمانوں، بالخصوص حکمرانوں کو ضرور توجہ کرنا ہو گی۔ آج کے خطبہ میں اِنہی اُمور پر کچھ گفتگو ہو گی۔

ردِّ عمل... دینی غیرت کا اِظہار

دشمنانِ اسلام کی سازشوں اور گستاخیوں کے مقابلے میں اِس وقت مذمتی قراردادوں اور بیانات کے ساتھ ساتھ غیرت کا مظاہرہ کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ ”غیرت“ کا مطلب یہ ہے کہ انسان حسّاس معاملات میں حمیّت وجرأت کا مظاہرہ کرے۔

غیرتِ ربّانی: سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ محبوبِ خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «اَلْمُؤْمِنُ يَغَارُ وَاللهُ أَشَدُّ غَيْرًا»۔ ”مومن غیرت مند ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) سب سے بڑھ کر غیرت فرمانے والا ہے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 2761)

غیرتِ مصطفوی: ایک موقع پر سیدنا سعد بن عُبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے اپنے گھر والوں سے متعلق غیرت پر مبنی ایک بات کہی تو آقا کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ، لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللهُ أَغْيَرُ مِنِّي۔ ”کیا تمھیں سعد کی غیرت پر تعجب ہو رہا ہے؟ ضرور مَیں سعد سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) مجھ سے بھی زیادہ غیرت فرمانے والا ہے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 6846)

غلامانہ ذہنیت کے حامل لوگ حسّاس دینی معاملات میں بھی جرأت کا مظاہرہ نہیں کرتے اور کہتے ہیں: ہم اعتدال پسند ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنی غلط فہمی دُور کر لینی چاہیے، دین کے حوالے سے کمزوری کا مظاہرہ کرنا اعتدال نہیں، بے حمیتی و بے غیرتی ہے۔ جہاں دینی تقاضا یہ ہو کہ محبت بھرے پیغام سے دل جیت لیا جائے وہاں ایسا کرنا اعتدال ہے اور جب دینی تقاضا یہ ہو کہ دشمنانِ اسلام کو اپنی طاقت دکھائی جائے تو طاقت کا مظاہرہ کرنا ہی اعتدال ہے۔ جہاں شریعت سر جھکا کر چلنے کا حکم دے وہاں سر جھکانا میانہ روی ہے اور جب یہ حکم ملے کہ حالتِ احرام میں، مسجدِ حرام کے اندر، بیت اللہ شریف کے سامنے طواف کرتے ہوئے رَمل کرو اور پہلوانوں کی طرح چلو تو اب ربّ تعالیٰ کے حرم میں ایسے چلنا ہی میانہ روی ہے۔

اللہ کی پسند: غزوۂ اُحد کے آغاز سے پہلے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دستِ مبارک میں ایک تلوار تھی جس پر یہ شعر لکھا تھا:

فِي الْجُبْنِ عَارٌ وَّفِي الْإِقْدَامِ مَكْرُمَةٌ
وَالْمَرْءُ بِالْجُبْنِ لَا يَنْجُوْ مِنَ الْقَدَرِ[1]

بُزدلی میں شرمندگی ہے اور آگے بڑھ کر لڑنے میں عزت ہے اور آدمی بزدلی کر کے تقدیر سے نہیں بچ سکتا۔

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «مَنْ يَّأْخُذُ هٰذَا السَّيْفَ بِحَقِّهٖ؟» ”کون ہے جو یہ تلوار لے کر اِس کا حق ادا کرے؟“ یہ سن کر بہت سے حضرات نے یہ سعادت حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی، مگر یہ فخر و شرف سیدنا ابودُجانہ سِماک بن خرشہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو نصیب ہوا،

[1] تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس، للبکری، ج:1، ص:424، دار صادر۔ شرح الزرقانی علی المواہب، ج:2، ص:404، دار الکتب العلمیہ

تاج دارِ ختمِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ تلوار اپنے دستِ مبارک سے اُنھیں عطا فرمائی۔ وہ یہ اِعزاز پا کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! اس تلوار کا حق کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: «أَنْ لَّا تَقْتُلَ بِهٖ مُسْلِمًا وَّلَا تَفِرَّ بِهٖ عَنْ كَافِرٍ.»[1] یعنی "میری اِس تلوار کا حق یہ ہے کہ تو اِس کے ذریعے کسی مسلمان کو مارے نہیں اور کافر سامنے آئے تو بھاگے نہیں۔" دوسرے الفاظ میں یوں کہہ لیجیے: اِس تلوار کا حق یہ ہے کہ تو اِس کے ذریعے کسی مسلمان کو چھیڑے نہیں اور کسی کافر کو چھوڑے نہیں۔

حضرت ابودُجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! مَیں اِس تلوار کو اِس کے حق کے ساتھ لیتا ہوں۔ پھر وہ اپنے سر پر ایک سرخ رنگ کا رومال باندھ کر کفار کو مرعوب کرنے کے لیے اکڑنے اور اِترانے کے انداز میں چلتے ہوئے میدانِ جنگ کی طرف نکلے، نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایسے چلتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: إِنَّهَا لَمِشْيَةٌ يُّبْغِضُهَا اللهُ إِلَّا فِيْ مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ۔ یعنی "یقیناً یہ تکبّر کی چال اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں، مگر ایسے مقام پر (ربّ تعالیٰ اِسے پسند فرماتا ہے)۔"[2]

سنتِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہت حلیم و شفیق اور رحیم و مہربان ہیں، جب معاف کرنے میں اللہ تعالیٰ کی رِضا ہوتی تو آپ کی رحمت کا اِظہار معاف کرنے سے ہوتا، لیکن جب دینی معاملہ ہوتا آپ کی رحمت سزا دینے کے انداز میں ظاہر ہوتی۔

اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ وَلَا امْرَأَةً وَّلَا خَادِمًا إِلَّا أَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی بھی اپنے دستِ مبارک سے کسی انسان کو مارا پیٹا نہیں ہے، نہ کسی اہلیہ کو نہ کسی خادم کو، مگر یہ کہ راہِ خدا میں جہاد کرتے (تب آپ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مارا ہے)۔

اُمّ المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے مزید فرمایا: وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهٖ إِلَّا أَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِّنْ مَحَارِمِ اللهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ یعنی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی بھی اپنی حق تلفی کرنے والے سے بدلہ نہیں لیا، البتہ جب اللہ تعالیٰ کی محرّمات کی حُرمت توڑی جاتی تو آپ اللہ تعالیٰ (کے حق) کی وجہ سے انتقام لیتے (سزا دیتے) تھے۔ (صحیح مسلم، حدیث:2328)

جب انتہا پسند لوگ اسلام، قرآنِ مجید یا صاحبِ قرآن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بے حرمتی کریں تو مسلم ممالک کے ذمہ دار مذمتی بیانات جاری کر کے اور قراردادیں پاس کر کے سمجھتے ہیں کہ یہی کافی ہے، حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ صرف بیانات اور قراردادوں سے دشمنوں کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حالات کا تقاضا یہ ہے کہ مسلم حکمران دینی غیرت کا مظاہرہ کریں اور اتحاد و اتفاق کے ساتھ دشمنانِ اسلام کو یہ باور کروائیں کہ ہم اسلام، قرآن اور صاحبِ قرآن کی ناموس کے تحفّظ کے لیے آخری حد تک جاسکتے ہیں۔

---

[1] المستدرک علی الصحیحین، حدیث:5019

[2] دلائل النبوۃ، للبیہقی، ج:3، ص:234، دار الکتب العلمیہ

ردِّ عمل... تعظیمِ قرآن کا فروغ

دشمن کی کارروائی پر ردِّ عمل کا ایک عمدہ طریقہ یہ بھی ہے کہ اُس کے عزائم کو ناکام بنایا جائے، جو وہ چاہتا ہے اُس کا اُلٹ کر کے، اُس کا منصوبہ خاک میں ملا دیا جائے۔

دشمنانِ اسلام قرآن اور صاحبِ قرآن ﷺ کی مسلسل توہین کے ذریعے مسلمانوں کے دلوں سے اِن دونوں کی تعظیم و محبت نکالنا چاہتے ہیں، چنانچہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اُن کی سازش کو خاک میں ملاتے ہوئے اپنے دلوں میں بھی اِن دونوں کی تعظیم و محبت کو بڑھائیں اور آنے والی نسل تک بھی یہ سوغات ضرور منتقل کریں۔ تعظیمِ قرآنِ مجید کی مختلف صورتیں ہیں:

⇐ قرآنِ کریم کو سب سے بڑی دَولت / سب سے بڑا اِعزاز واِنعام سمجھا جائے اور کسی بھی دوسرے اِعزاز کو اِس پر برتری نہ دی جائے۔

⇐ آیتِ کریمہ یا اُس کے ترجمہ کو بغیر وضو ہرگز نہ چُھوا جائے، یہ حرام ہے۔

⇐ قرآنی کلمات والے اوراق کو دیگر کاغذوں کی طرح ہرگز استعمال نہ کیا جائے، نیز غلاف اور تمام متعلقہ چیزوں کا احترام کیا جائے۔

⇐ تلاوت کرتے اور سنتے ہوئے لباس اور انداز وغیرہ سے احترام ظاہر ہو۔ سُستی اور اُکتاہٹ کے انداز میں تلاوت وسماعت نہ کی جائے اور بغیر مجبوری کے تلاوت وسماعت کے دوران دُنیاوی گفتگو نہ کی جائے۔

⇐ کبھی بھی ہنسی مزاح کے انداز میں قرآنِ مجید یا اُس کا ترجمہ نہ پڑھا جائے، نہ ہی مستند صحیح العقیدہ علما کی تشریحات کے برعکس اُس کا کوئی مفہوم بیان کیا جائے، اِس سے ایمان جانے کا خدشہ ہے۔

خواجۂ خواجگاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے کہ یمین الدولہ ابو القاسم سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (م:1030ء) کو اُن کی وفات کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھا اور پوچھا: خُدائے تَعالٰی باتُو چه کَرْدْ؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ سلطان نے کہا: ایک رات کو مَیں کسی شخص کے گھر میں مہمان تھا، (مَیں جس کمرے میں ٹھہرا) وہاں ایک طاق (خانے) میں قرآنِ مجید رکھا ہوا تھا، مَیں نے سوچا کہ یہاں قرآنِ مجید موجود ہے (تو لیٹنا ادب کے خلاف ہے)، میں یہاں کیسے سو سکتا ہوں؟ ذہن میں آیا کہ قرآنِ مجید کو یہاں سے باہَر (کسی اور کمرے میں) بھجوا دیتا ہوں، پھر خیال آیا کہ اپنے آرام کی خاطر قرآنِ مجید کو باہَر کیوں بھیجوں! (یہ بھی خلافِ ادب ہے، چنانچہ رات یوں ہی گزر گئی) جب روانگی کا وقت ہوا تو مَیں وہاں سے چلا گیا (اور قرآنِ مجید کے احترام میں فرق نہ آنے دیا)، مَرا ہَمْ بَدَانْ مُصْحَفْ بَخْشِیْدهٔ اَنْد۔ مجھے اُس قرآنِ مجید (کی تعظیم) کی وجہ سے بخش دیا گیا۔[(1)]

---

[1] شَبے اَزْ شَبْہا مَنْ دَرْ خَانۂ یَکے مہمانْ بُوْدَم، دَرْ طَاقے مُصْحَفْ بُوْد، با خود گُفْتَمْ که مُصْحَفْ اِینْ جَا است، مَن چِگونه خُسْپِمْ؟ بازْ گُفْتَمْ که مُصْحَفْ را اَزِیں مَوْضِعْ بیرُونْ فَرِسْتَمْ، بازْ دَرْ خَاطِرْ گُزَشْتْ که بَرائے آسَائِشِ خویْش مُصْحَفْ را چِگونه بیْرُونْ فَرِسْتَمْ، چُونْ وَقْتِ نَقْلْ رَسِیْدْ نَقْلْ کَرْدَمْ، مَرا ہَمْ بَدَاں مُصْحَفْ بَخْشِیْدَهْ اَنْدْ۔ (دلیل العارفین، مجلس پنجم، ص:27، مطبع منشی نول کشور)

ردِّ عمل... تلاوتِ قرآنِ مجید کی عادت

اِس وقت اُمّتِ مسلمہ کی اکثریت کا قرآنِ کریم سے عملی تعلّق کس قدر ہے؟ یہ ہم سب جانتے ہیں! کاش دشمنانِ اسلام کو منہ توڑ جواب دینے کے لیے ہم خو کو دبدلیں، قرآنِ کریم سے اپنا تعلّق مضبوط کریں اور محبتِ قرآنِ مجید سے اپنے دلوں کو آباد کریں۔

آج خلیفۂ ثالث امیر المؤمنین سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مِ یومِ شہادت ہے۔ 35ھ میں 18 ذوالحجہ کو آپ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے تھے۔ قرآنِ مجید سے محبت کا انداز سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے سیکھنا چاہیے۔ آپ قرآنِ مجید کے حافظ بھی ہیں اور محافظ بھی۔

حضرت عبد الرحمٰن تیمی علیہ الرحمہ کہتے ہیں: ایک رات مَیں نے کہا: آج مَیں سب سے زیادہ قیام کروں گا (کھڑے ہو کر عبادت کروں گا)۔ اچانک سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے، مَیں نے احتراماً آپ کے لیے جگہ چھوڑ دی۔ کہتے ہیں: فَتَقَدَّمَ فَاسْتَفْتَحَ الْقُرْآنَ حَتّٰی خَتَمَ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ۔ (1) یعنی سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر نماز میں قرآنِ مجید کی تلاوت شروع کی (سورۂ بقرہ مکمل ہوئی، پھر سورۂ آلِ عمران، سورۂ نساء، سورۂ مائدہ...) حتّٰی کہ آپ نے (ایک ہی رکعت میں) سورۂ ناس تک تلاوت مکمل کر کے رکوع وسجدہ کیا۔ (شرح معانی الآثار، للطحاوی، حدیث: 1750)

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے: لَوْ أَنَّ قُلُوبَنَا طَهُرَتْ مَا شَبِعْنَا مِنْ كَلَامِ رَبِّنَا، وَإِنِّي لَأَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَيَّ يَوْمٌ لَا أَنْظُرُ فِي الْمُصْحَفِ۔ اگر ہمارے دل پاک ہو جائیں تو ہم کبھی اللہ تعالیٰ کے کلام سے سیر نہ ہوں (کبھی بھی تلاوت سے دل نہ بھرے)۔ مجھے یہ بات بہت ناگوار ہے کہ کوئی دن ایسا گزرے جس میں مَیں نے قرآنِ مجید کی زیارت (اور تلاوت) نہ کی ہو۔

راوی کہتے ہیں: وَمَا مَاتَ عُثْمَانُ حَتّٰى خُرِقَ مُصْحَفُهُ مِنْ كَثْرَةِ مَا كَانَ يُدِيمُ النَّظَرَ فِيهِ۔ یعنی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اِس قدر قرآنِ مجید کی زیارت و تلاوت کرتے تھے کہ آپ کے وصال سے پہلے آپ کے مُصحف شریف کے مبارک صفحات بوسیدہ ہو چکے تھے۔
(الأسماء والصفات، للبیہقی، ج: 1، ص: 593، رقم: 524، مکتبۃ السوادی۔ شعب الایمان، رقم: 2223)

ریاستِ مدینہ کے سربراہ، پورے عالَمِ اسلام کے منتظم، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود قرآنِ کریم کی اِس قدر تلاوت کرتے تھے، جب کہ ہم اپنے چھوٹے چھوٹے کاموں کا بہانہ بنا کر کہتے ہیں: وقت نہیں ملتا۔ ڈرنا چاہیے! کہیں ایسا تو نہیں کہ بُرے اعمال کے سبب ہمیں تلاوتِ قرآنِ کریم سے محروم کر دیا گیا ہو!

---

[1] عَنْ محمدِ بن سيرين أَنَّ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ كَانَ يُحْيِي اللَّيْلَ، فَيَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي رَكْعَةٍ۔ (الطبقات الکبریٰ، لابن سعد، ج: 3، ص: 75، دار صادر)
وقال الإمام الترمذی: وَرُوِيَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي رَكْعَةٍ يُوتِرُ بِهَا۔ (جامع ترمذی، بعد حدیث: 2946)

ردِّ عمل... تاثیرِ قرآن حاصل کرنے کی کوشش

قرآنِ کریم رسول اللہ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ ہے، اِس کے معجزہ ہونے کی ایک وجہ اِس کی تاثیر ہے، یعنی جیسی تاثیر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں رکھی ہے ایسی تاثیر نہ کسی اور کلام میں تھی، نہ ہے اور نہ ہو گی۔

قرآنِ کریم ظاہر و باطن میں اپنا اثر کرتا ہے... ظاہر کو بھی سنوارتا ہے اور باطن کو بھی پاکیزہ بناتا ہے، اِس کے ذریعے ظاہری بیماریوں سے بھی شفا ملتی ہے اور دل بھی شفا پا کر منوّر ہوتا ہے، اِسے سن کر آنکھوں سے بھی آنسو رواں ہو جاتے ہیں اور دل بھی نرم ہو کر گواہی دیتا ہے کہ یہ مخلوق کا کلام نہیں۔[1]

یہ سب قرآنی برکتیں تب نصیب ہوتی ہیں، جب انسانی جسم کے بادشاہ "دل" کا صاحبِ قرآن ﷺ کے ذریعے قرآنِ مجید کے ساتھ تعلق قائم ہوتا ہے۔ جیسے بلب (برقی روشنی کا قمقمہ) روشن ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اُس کا اپنے ہولڈر اور تار کے ذریعے بجلی کے مرکز سے تعلق ہو، ربط (Connection) کے بغیر بلب روشن نہیں ہو سکتا... اِسی طرح جب تک صاحبِ قرآن ﷺ کے ذریعے دل کا تعلّق قرآنِ مجید سے نہ جُڑے تب تک قرآن کا اثر پوری طرح نصیب نہیں ہوتا، تعلّق جُڑ جائے تو وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ۔ "اور جب وہ اُس (قرآن) کو سنتے ہیں جو رسول (مکرم ﷺ) کی طرف نازل کیا گیا تو اُن کی آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھو گے؛ اِس لیے کہ اُنھوں نے حق کو پہچان لیا، وہ کہتے ہیں: اے ہمارے ربّ! ہم ایمان لائے، تو ہمیں حق کے گواہوں کے ساتھ لکھ دے۔" [المائدہ83:5]

اِس کیفیت کا پورا حُسن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرتوں میں نظر آتا ہے۔[2] جلیل القدر تابعی حضرت عبد اللہ بن شداد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سَمِعْتُ نَشِيْجَ عُمَرَ وَأَنَا فِيْ آخِرِ الصُّفُوْفِ يَقْرَأُ: ﴿اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾۔ میں نے امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھی، مَیں سب سے آخری صف میں تھا، جب اُنھوں نے یہ آیتِ کریمہ پڑھی: اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ

---

[1] اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ۔ [الزمر 23:39]

[2] حضرت عبد اللہ بن عروہ بن زُبیر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے: قُلْتُ لَهَا (لأسماء بنت أبي بكر): كَيْفَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَفْعَلُوْنَ إِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ؟ قَالَتْ: كَانُوْا كَمَا نَعَتَهُمُ اللهُ، تَدْمَعُ أَعْيُنُهُمْ وَتَقْشَعِرُّ جُلُوْدُهُمْ۔» (الزهد والرقائق، لابن المبارك، الرقم: 1016، شعب الإيمان، للبيهقي، الرقم: 2062)

(مَیں اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ تعالیٰ سے ہی کرتا ہوں)[1] تو آپ اتنا روئے کہ مجھے آخری صف میں آپ کی ہچکیوں اور رونے آواز سنائی دے رہی تھی۔ (صحیح البخاری، کتاب الجماعۃ والإمامۃ، باب إذا بکی الإمام فی الصلاۃ)

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ تلاوت کرتے ہوئے بعض اوقات اتنا روتے کہ مزید تلاوت نہ کرپاتے اور رکوع میں چلے جاتے۔[2]

ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے ہوئے اُس میں غور کرکے روئیں، ویسے آنسو نہ آئیں تو کوشش کرکے روئیں۔

حضرت عبد الرحمٰن بن سائب علیہ الرحمہ کہتے ہیں: سیدنا سعد بن ابی وقّاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے، تعارف کے بعد فرمایا: بھتیجے! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم بہت خوب صورت آواز سے قرآنِ مجید پڑھتے ہو، مَیں نے مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: «إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ نَزَلَ بِحُزْنٍ،[3] فَإِذَا قَرَأْتُمُوْهُ فَابْكُوْا، فَإِنْ لَمْ تَبْكُوْا فَتَبَاكَوْا، وَتَغَنَّوْا بِهٖ فَمَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِهٖ فَلَيْسَ مِنَّا۔» یعنی "یہ قرآنِ کریم ایسے اُمور کے ساتھ نازل ہوا ہے جن میں غور و تدبّر سے دل غمگین ہوجاتا ہے، جب تم اِس کی تلاوت کرو تو آنسو بہاؤ (قرآنی وعدوں اور وعیدوں میں غور کرکے احکام و ممنوعات کے بارے میں اپنی کوتاہی پر روؤ)، اگر تمہیں رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرو، اور قرآنِ مجید کو (صحیح تلفّظ اور) خوب صورت آواز سے پڑھو، جو اِسے خوش اِلحانی کے ساتھ بلند آواز سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔" (سننِ ابن ماجہ، حدیث: 1337) بزرگوں نے لکھا: جسے قرآنِ مجید کی تلاوت سے رونا نہ آئے اُسے اپنی حالت پر رونا چاہیے؛ کیونکہ یہ دل کی سختی سب سے بڑی مصیبت ہے۔[4]

لمحۂ فکریہ: ہم یہ رونا تو بہت روتے ہیں کہ معاشی حالات خراب ہیں، مگر اصل رونے کی بات یہ ہے کہ ہمارا اپنے مہربان ربّ اور اُس کے کلام کے ساتھ تعلّق بہت خراب و کمزور ہوچکا ہے۔ خود سے پوچھیے: کیا مجھے صحیح تلفّظ کے ساتھ قرآنِ مجید پڑھنا آتا ہے؟ کیا مَیں پابندی کے ساتھ قرآنِ حکیم کی تلاوت کرتا ہوں؟ کیا مَیں قرآنِ مجید کے معانی میں غور و فکر کرتا ہوں؟ کیا مجھے قرآنِ عزیز کی تلاوت سے رونا آتا ہے؟ اگر جواب نفی میں ہو تو سمجھ لیجیے کہ سب اپنے ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔

ہمیں چاہیے کہ اپنے ربّ تعالیٰ اور اُس کے کلامِ عزیز کے ساتھ تعلّق سنوار لیں، وہ ہمارے معاشی معاملات سنوار دے گا۔

---

[1] یوسف 86:12

[2] عن عبید بن عمیر قال: صلّٰی بنا عمرُ بن الخطاب صلاۃَ الفجر، فافتتح سورۃَ یوسف فقرأها، حتّٰی إذا بلغ {وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ} (یوسف 84:12) بکٰی حتی انقطع، فرکع۔ (کنز العمال، حدیث: 35833)

[3] بِحُزْنٍ: أَيْ نَزَلَ مَصْحُوْبًا بِمَا يَجْعَلُ الْقَلْبَ حَزِيْنًا وَالْعَيْنَ بَاكِيَةً إِذَا تَأَمَّلَ الْقَارِئُ فِيْهِ وَتَدَبَّرَ۔ (کفایۃ الحاجۃ، للسندی، تحت الحدیث)

[4] ووجهُ إحضارِ الحزنِ أَنْ يَتَأَمَّلَ مَا فِيْهِ مِنَ التَّهْدِيْدِ وَالْوَعِيْدِ وَالْمَوَاثِيْقِ وَالْعُهُوْدِ، ثُمَّ يَتَأَمَّلُ تَقْصِيْرَهٗ فِيْ أَوَامِرِهٖ وزواجره، فیحزن لا محالۃ ویبکی، فإن لم یحضره حزنٌ وبکاءٌ کما یحضر أربابَ القلوبِ الصافیۃِ فَلْيَبْكِ علی فقدِ الحزنِ والبکاءِ، فإن ذلك أعظم المصائب۔ (إحیاء علوم الدین، کتاب آداب تلاوۃ القرآن، الباب الثانی فی ظاهر آداب التلاوۃ، ج:1، ص:277، دار المعرفۃ)

حرفِ آخر... ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کا خود محافظ ہے، اُسے اپنے دین، اپنے قرآن اور اپنے محبوب ﷺ کی ناموس کے تحفّظ کے لیے ہماری ہر گز ضرورت نہیں۔ وہ چاہے تو توہین کرنے والوں کی فوری طور پر گرفت فرمائے اور پوری دُنیا کے لیے عبرت کا نشان بنادے... مگر اُس کے ہر کام میں بے شمار حکمتیں ہوتی ہیں... دشمنانِ اسلام کو فوری سزانہ دینے میں یہ بھی حکمت ہوتی ہے کہ وہ اپنی سرکشی میں بڑھتے جائیں اور پھر نہایت سخت گرفت ہو اور ایک حکمت یہ بھی ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو آزمایا جائے، کہ کون دین کے لیے دُنیاوی مفادات کو چھوڑتا ہے اور کون دُنیا کو ترجیح دیتا ہے؟

چنانچہ اِس امتحان میں کامیابی کے لیے ہمیں یہ کام کرنے چاہییں:

1) حدیثِ پاک کے مطابق "مومن غیرت مند ہوتا ہے"؛ لہٰذا تمام مسلمانوں، بالخصوص اسلامی ممالک کے سربراہوں پر لازم ہے کہ غیرت وحمیّت کا مظاہرہ کرتے ہوئے:

- مذمتی بیانات سے آگے بڑھ کر جن ممالک میں توہین کی گئی ہے اُنھیں اور عالمی طاقتوں کو یہ باور کروائیں کہ ہم اسلام، قرآنِ مجید اور صاحبِ قرآن ﷺ کی عزت وناموس کے تحفّظ کے لیے آخری حد تک جاسکتے ہیں۔
- عالمی سطح پر اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی، سلامتی کونسل اور حقوقِ انسانی کے اداروں میں مؤثر طریقے سے اپنا مؤقف پیش کریں اور توہین کا سلسلہ روکنے کے لیے قانون سازی کروائیں۔ اِس سلسلے میں کچھ رکاوٹیں بھی آسکتی ہیں، مگر اتحاد کے ساتھ مخلصانہ کوشش کی جائے تو یہ کام ہر گز ناممکن نہیں۔
- جن ممالک میں توہین کے واقعات ہو رہے ہیں اُن کا سفارتی، سیاسی اور معاشی بائیکاٹ کریں۔

⟸ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ قرآنِ مجید کی قدر جانے اور یہ عظیم دولت حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہو کر قرآنِ مجید پڑھا رہے تھے اور کچھ لوگ حاضرِ خدمت ہو کر سیکھ رہے تھے۔ ایک دیہاتی پاس سے گزرا، اُس نے کہا: یہ کیا کر رہے ہیں؟ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «يَقْتَسِمُونَ مِيرَاثَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم». یہ خوش نصیب امام الانبیا ﷺ کی عظیم الشان وراثت سے اپنا اپنا حصہ حاصل کر رہے ہیں۔[1]

(فضائل القرآن، لأبي عبيد الهروي، ص: 51، دارِ ابن کثیر، جامع بیان العلم وفضلہ، لابن عبد البرّ، رقم: 1853)

---

[1] عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: مَرَّ أَعْرَابِيٌّ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ يُقْرِئُ قَوْمًا الْقُرْآنَ، أَوْ قَالَ: وَعِنْدَهُ قَوْمٌ يَتَعَلَّمُونَ الْقُرْآنَ، فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: «يَقْتَسِمُونَ مِيرَاثَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم».

⟸ دشمن کے مقصد کو خاک میں ملاتے ہوئے تعظیمِ قرآنِ کریم کو فروغ دیں... اِس کے اوراق اور تمام متعلقہ چیزوں کا ادب کریں، تلاوت و سماعت میں اِعزاز و تکریم پیشِ نظر رکھیں اور اپنے عمل کے ذریعے آنے والی نسل کو یہ جذبات منتقل کریں۔ قرآنِ مجید کی عزت اِس قدر ہے کہ ربّ تعالیٰ نے اِسے "بہت بلند شان والا"[1] اور "بہت عظمت والا"[2] ارشاد فرمایا ہے۔

⟸ قرآنِ مجید کی تلاوت و سماعت کو اپنا معمول بنائیں اور دُنیاوی مصروفیات کو رُکاوٹ نہ بننے دیں، یہ اُن سے کہیں زیادہ ضروری ہے۔

⟸ قرآنِ حکیم سے اپنے دل کا تعلّق پختہ کریں۔ حدیثِ پاک کے مطابق قرآنِ حکیم کی تلاوت کرتے ہوئے کوشش کریں کہ رونا آئے۔ اگر دل سخت ہونے کی وجہ سے اُس پر قرآن کا اثر محسوس نہیں ہوتا تو اِس بیماری کا علاج بھی قرآن ہی ہے۔

⟸ روزانہ کسی سُنّی عالم کی تفسیر سے قرآنِ عظیم کی کم از کم ایک آیتِ کریمہ کو سمجھنے کی کوشش کریں اور حسبِ استطاعت اِس کے احکام کو اپنی ذات اور گھر سے لے کر اپنے ملک اور پوری دُنیا میں نافذ کرنے کی کوشش کریں۔ قرآنی احکام سے دُوری ہی ہمارے تمام مسائل کی بنیادی وجہ ہے۔

دیکھا یہ جائے گا کہ ہم اپنے امتحان میں کامیاب ہوئے یا نہیں؟ ورنہ کفار کی سازشوں کے انجام سے متعلق باری تعالیٰ نے فرمایا:
يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ o هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔ یعنی "وہ اپنے مونھوں (پھونکوں) سے اللہ کا نور بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے، اگرچہ کافروں کو ناپسند ہو o اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا؛ تاکہ اُسے تمام دینوں پر غالب کر دے، اگرچہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔" [الصف 61:8، 9]

آخر میں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ چین میں پاکستان کے نئے سفیر کے طور پر کام کرنے کے لیے دفترِ خارجہ نے وزیرِ اعظم پاکستان کو دو نام بھجوائے ہیں، جن میں سے ایک نام نبیل منیر کا ہے۔[3] یہ شخص ایک متعصّب قادیانی لیڈر منیر کا بیٹا ہے اور اُس نے اپنے عقائد کا برملا اِظہار بھی کیا ہے۔[4] قادیانیوں کا ماضی سامنے رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ شخص نہ تو اسلام کا خیر خواہ ہو گا، نہ پاکستان کا؛ لہٰذا حکومت کو چاہیے کہ ایسے نالائق شخص کو پاکستان کا سفیر ہر گز نامزد نہ کرے۔

---

[1] ارشادِ ربّانی ہے: وَاِنَّهٗ فِيْۤ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۔ "بے شک وہ (قرآن) ہمارے پاس اصل کتاب (لوحِ محفوظ) میں یقیناً بہت بلند شان والا، حکمت والا ہے۔" [الزخرف 43:4]

[2] ارشادِ باری تعالیٰ ہے: بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۔ "بلکہ یہ بہت عظمت والا قرآن ہے۔" [البروج 85:21]

[3] دیکھیے: https://dunya.com.pk/index.php/pakistan/2023-07-04/2201130

[4] نبیل منیر کا انٹرویو ملاحظہ کیجیے: https://www.facebook.com/watch/?v=536175107197954

اللہ تعالیٰ عظمتِ قرآن وصاحبِ قرآن ﷺ کے صدقے اُمّتِ مسلمہ کو دینی غیرت عطا فرمائے اور ہمیں صاحبِ قرآن ﷺ کے ذریعے قرآنِ مجید سے پختہ تعلّق قائم کرنے کی توفیق سے نوازے۔

خالقِ کائنات توہینِ قرآن کے مرتکبین اور اُن کے پُشت پناہوں کو دُنیا وآخرت میں نشانِ عبرت بنائے، اسرائیل سمیت مسلمانوں پر ظلم ڈھانے والے تمام ممالک کو تباہ وبرباد فرمائے اور ہمیں مظلوموں کا سہارا بننے کی توفیق عطا کرے۔

مالکِ کریم پاکستان کو ممکنہ سیلاب سمیت تمام آفتوں اور بحرانوں سے محفوظ فرمائے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم